OPEN ACCESS
AL-TABYEEN
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: ***Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.***

ISSN (Print) : 2664-1178
ISSN (Online) : 2664-1186
Jul-Dec-2021
Vol: 5, Issue: 2
Email: altabyeen@ais.uol.edu.pk
OJS: hpej.net/journals/al-tabyeen/index

ریاستی پائیدار ترقی اور مذہبی رواداری کا اسلامی تصور: ایک تحقیقی جائزہ

سعد جعفر*

محمد اجمل خان**

ABSTRACT

For the development of the interior Nation tolerance, peace, prosperity, ethical and spiritual development is very necessary. Islam is the religion of peace and safety. There is no scope for oppression and aggression in Islam. In Islam sustainable development is a process in which real income and per capita income of country increase as well as self-esteem, freedom of action and religious activity also increase. People should make best use of country's means of production to create better conditions than the past. A great harden in society's development is religious prejudice. Religious tolerance means to treat the follower of other religious without hurting their feeling and without any mistreatment just because of their views. We should not hate other religious and their follower although we do not agree with their philosophies and views. We should accept and fulfil their rights as human beings which God has bestowed with high status. We can understand breadth and depth of tolerance by the saying of Holy Prophet. In

* لیکچرر اسلامک سٹڈیز، ڈیپارٹمنٹ آف پاکستان سٹڈی، ایبٹ آباد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، ایبٹ آباد
** پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ ریلجس سٹڈی، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

twenty-one century Europe ideas of tolerances have different meaning than Islam. This paper provides a literature review on this subject in the light of Holy Quran and Seerah of Holy Prophet.

Keywords: اسلامی تعلیمات، مذہبی رواداری، امن، خوشحالی، اخلاقی اقدار، پائیدار ترقی

انسان کو جب اللہ نے پیدا کیا تو کرہ ارض پر خلافت و نیابت سونپی اس کو معاش اور معیشت جیسی ضروری ذمہ داری سے بھی نوازا تا کہ انسان کامیاب اور خوشحال زندگی بسر کر سکے۔ پائیدار ترقی انسانی ترقی کے اہداف کو پورا کرنے کے لیے ایک تنظیمی اصول ہے ماحولیات، معیشت اور معاشرت پائیدار ترقی کے بنیادی عوامل ہیں۔ پائیدار ترقی کا مقصد ملکی وسائل کو استعمال کرتے ہوئے توازن کا خیال رکھنا تا کہ ان وسائل کو نقصان نہ پہنچے۔ اگر ترقی کے دوران ملکی وسائل کو ان دیکھے چھوڑ دیا جائے تو ماحول کا تحفظ نہ ہو گا اس لیے نسلیں اپنے ماحول میں موجود وسائل کے ساتھ مکمل توازن رکھتی ہیں اور ماحولیاتی نظام کو ضائع ہونے سے بچاتی ہیں۔ ترقی کے نام پر معاشرے میں کوئی بھی سرگرمی ایسی نہ ہو جو ماحول کو خراب اور نقصان دہ بنانے کا باعث ہو اور ماحول کو نقصان صنعتوں کے ذریعے نہ ہو اس کا خیال رکھا جائے۔ ان تمام عوامل پر اس وقت عمل پیرا ہوا جا سکتا ہے جب لوگوں کی سوچ کو نہ بدلا جائے فکری انقلاب اس میں معاون کردار ادا کرے گا۔ معاشی اور معاشرتی ترقی کے نام پر ایسا انتظام جو انسانی وجود کے لیے خطرہ ہو غیر مناسب ہے اسے قائم رکھنا خطرے سے خالی نہیں۔

ترقی کا مفہوم

ترقی ایسا عمل ہے جس کے ذریعے جسمانی، معاشی، ماحولیاتی اور سماجی شعبوں میں مثبت تبدیلی واقع ہوتی ہیں اس ترقی کا مقصد ماحولیاتی ذرائع کو نقصان میں ڈالے بغیر لوگوں کے معیار زندگی کو بلند کرنا اور آمدنی اور ملازمتوں میں اضافہ ہے۔ کیمبرج ڈکشنری کے مطابق:

"Development is a process in which someone or something grows or change and become more advanced" [1]

[1] Oxford Dictionary, 1989,v,3, p,465,

"ترقی سے ایسا عمل مراد لیا جاتا ہے جس کے ذریعے شے میں تبدیلی یا بڑھوتری واقع ہو اور وہ مزید ترقی یافتہ شکل اختیار کرلے"

"In strictly economic terms, development has traditionally meant achieving sustained rates of growth of income per capita to enable a nation to expand its output at a rate faster than the growth rate of its population"[1]

معاشی لحاظ سے، روایتی طور پر پائیدار ترقی سے مراد فی کس آمدنی میں اضافہ کا حصول ہے جس میں ایک قوم اپنی پیداوار کو آبادی کی شرح سے زیادہ تیز کرتی ہے۔

پائیدار ترقی کا مفہوم:

برنڈ لینڈر پورٹ (Brunedland Report) پائیدار ترقی کی تعریف کرتے ہیں:

"Sustainable development defined as meeting the needs of the present generation without compromising the needs of future generations."[2]

پائیدار ترقی کا مطلب ہے موجودہ نسل کی ضروریات کو پورا کرنا مستقبل کی نسل کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے۔

لین آر کاہلو (Lynn R Kahlo) کے مطابق:

"Sustainable development can be defined as the practice of maintaining the productivity by replacing resources used with resources of equal or greater value without degrading or endangering natural biotic systems"[3]

"پائیدار ترقی کو قدرتی بائیوٹک نظام کو نقصان پہنچائے بغیر یا خطرے میں ڈالے بغیر برابر یا زیادہ قیمت کے وسائل کے ساتھ استعمال ہونے والے وسائل کی جگہ لے کر کم پیداواری صلاحیت کو برقرار رکھنے کی مشق سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔"

---

1 M.P. Todaro, S.C. Smith, E, 11, London2003, P,14

2 M.L. Jhingan, the economies of Development and planning, A,40, Vrinda publications, p, 60

3 Lynn R Kahlo, Edal Gurel-Atay , Ads (2014). Communicating Sustainability for the Green Economy. New York: M.E. Sharpe.

کسی بھی ملک یا قوم میں داخلی امن و امان، مادی اور روحانی ترقی، ملکی استحکام اس وقت ہو گا جب وہاں رہنے والے مختلف مذاہب و مسالک سے وابستہ افراد کے ساتھ روادارانہ تعلقات اختیار کیا جائے۔ ہر ملک میں اور خاص طور پر وہ تمام ممالک جن میں دوسرے مذاہب و مسلک سے تعلق رکھتے ہیں ان کو رواداری پر عمل پیرا ہونے کی سختی سے ضرورت ہے۔ مذہب اسلام روایات اور رسوم پر مبنی عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ خالق کائنات کی طرف سے مخلوق خدا کو زندگی گزارنے کی ہدایت دیتا ہے ان ہدایات پر عمل پیرا ہو کر انسان معاشرے میں معاشی ترقی، محبت اور بلا تفریق رنگ و نسل، قوم و مذہب ایک دوسرے کے لیے بھلائی کی راہیں ہموار کر سکتا ہے۔

رواداری کا تعارف و مفہوم

"رواداری کا لفظ فارسی زبان کا لفظ ہے جو بطور اسم مونث مستعمل ہوا ہے۔ اسی لفظ کو عربی میں مدارات بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا لفظی مفہوم ہے جائز سمجھنا، لحاظ کرنا، لوگوں کے ساتھ تحمل مزاجی، نرمی اور حسن سلوک کا رویہ اختیار کرنا ہے" [1]

"روا" کا مطلب ہے ایسی بات کو جائز مباح جاننا جس میں کوئی مذہبی، اخلاقی یا قانونی حرج نہ ہو اور "دار" کا مطلب ہے جائز اور درست سمجھنا، قبول یا برداشت کرنا۔ پس روادار وہ شخص ہے جو ایسی بات کو درست، جائز مباح یا برداشت کرے جس میں کوئی مذہبی، اخلاقی یا قانونی حرج نہ ہو۔ انگریزی میں اس کا متبادل لفظ Toleration یا Tolerance ہے۔ جس کا مفہوم ہے کہ دوسروں کے عقیدے، سوچ، فکر اور نظریہ کو جو اپنے مزاج کے خلاف ہو برداشت کرنا، صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا، تحمل نرمی اور حسن سلوک کا مظاہرہ کرنا ہے۔

دوسروں کے عقائد جو مزاج، سوچ، فکر اور نظریہ کے خلاف ہوں کو صبر و تحمل کے ساتھ قبول کرنا اور نرمی اور حسن سلوک کا رویہ اختیار کرنا اور انہیں ان کی سوچ و عقیدہ کے مطابق زندگی گزارنے کا حق دینا ہے۔

اس طرح اسلام میں رواداری کے معنی ہوئے کہ اسلامی مملکت کے زیر سایہ آباد غیر مسلم اگر اپنے مذہبی قانون کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو انہیں پوری آزادی دی جائے لیکن ان کو اسلام کی تبلیغ میں رکاوٹ بننے نہیں دیا جائے گا اور اسلام کے اصولوں کو پامال کرنے نہیں دیا جائے گا۔ وہ معاشرے کے امن امان کو خراب

---

[1] السقاف علوی عبدلقادر، موسوعة الدررالسنته ، موسوعة الاخلاق ، تحت ماده "مداراة "،ص،935

نہ کریں اور معاشرہ کے تحفظ میں رکاوٹ نہ بنیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کو دی گئی مراعات واپس لے لی جائیں۔

رواداری کا مفہوم بیان کرتے ہوئے مولانا ابو اعلی مودودیؒ لکھتے ہیں:

"رواداری" یہ ہے کہ ہمارے نزدیک دوسرے مذاہب کے لوگوں کے عقائد یا اعمال غلط بھی ہوں ان کو برداشت کیا جائے۔ ان پر ایسی نکتہ چینی نہ کی جائے جس سے ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے اور ان کو رنج پہنچے، اور ان پر زبردستی کا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جو ان کو اعتقاد سے پھیرنے پر مجبور کرے۔ "[1]

Oxford Dictionary میں رواداری کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

"لفظ "رواداری "کا مفہوم ہے ایسا طرز عمل اختیار کرنا جس میں مصائب کو برداشت کیا جائے اور ان تکالیف کو برداشت کرنے میں صبر و تحمل سے کام لیا جائے "[2]

رواداری کا مفہوم Encyclopaedia of Britannica میں اس طرح رقم ہے:

"Intellectual and practical acknowledgment of the right of other to live accordance with religious belief are not accepted as own"[3]

"رواداری مذہبی عقیدے کے مطابق دوسروں کو جینے کا فکری اور عملی حق دینا اور اسے تسلیم کرنا"

مذہبی رواداری کے تصور کو جلا بخشنے والے افکار و نظریات صبر، حسن سلوک، تحمل بردباری ہیں۔ اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق کوئی قوم یا فرد نے اپنے فطری جذبہ کی تسکین کے لیے جو خاص مذہبی نقطہ نظر اختیار کر رکھا ہے اس کو آزادی رائے کے مطابق قبول کیا جائے اور ان کے تصورات اور نظریات کو برداشت کیا جائے۔ کیونکہ یہ فطری امر ہے کہ ہر انسان جو عقل، دماغ، ذہانت، فہم و فراست اور طبعی تفاوت کے باعث مختلف ہو گا تو وہ اس کا عقیدہ میں بھی مختلف ہو گا۔ کیونکہ اللہ نے قرآن میں فرمایا:

---

1 مودودی، ابو الاعلی، تفہیمات،، ادارہ ترجمان القرآن، 1972ء، 1: 114

2 آکسفوڈ انگلش ڈکشنری، 11: 2206

3 Encyclopaedia of Britannica,V11,p400

"وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ" [1]

" اور اگر اللہ چاہتا تو تمام لوگوں کو صرف ایک ہی امت بنا دیتا اور وہ آپس میں اختلاف کرتے رہتے۔"

فکر اور عمل کا اختلاف فطری ہے کیونکہ اس میں حکمت الہیہ شامل ہے ان اختلافات کی بنا پر معاشرہ میں فتنہ فساد برپا کرنے کی کوشش کرنا منع ہے۔

مذہبی رواداری قرآن کی روشنی میں

رواداری ایک اعلیٰ درجہ کی صفت ہے جو انسانی تمدن کا ایک اہم حصہ ہے۔یہ عظیم چارٹر ہے جو دین نے انسانیت کو عطا کیا ہے قرآن کی رو سے وہ شخص کافر ہے جو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اللہ کی ہدایت و نصیحت کو قبول نہ کرے۔اللہ نے انسان کے معاشرتی، معاشی اور اخلاقی حقوق کی خود ذمہ داری لی تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ کوئی بھی مذہبی عدالت غیر مذہبی مخالفین کے لیے نہیں قائم کی گئی اسلام نے لوگوں کو کبھی بھی جبر اور تلوار کے زور پر اسلام قبول کرنے کا نہیں کہا۔

کیونکہ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

"لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ" [2]

"دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔"

" دین" یہاں اللہ سے متعلق عقیدہ ہے اور انسان کی زندگی اس عقیدے کے مطابق ہو۔اس آیت کا مفہوم ہے کہ اسلامی تعلیمات کے اعتقادی، اخلاقی اور عملی نظام کے مطابق دین کے معاملے میں ہر کسی پر زبردستی نہیں ٹھونسی جائے گئی یعنی ایسا عملی نظام جو کسی کے سر جبراً منڈھا نہیں جا سکتا۔اسلام میں زبردستی کسی کو اس کے اعتقادی دین سے ہٹایا نہیں جائے گا۔

دوسری جگہ اللہ نے فرمایا:

"لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ" [1]

---

[1] ہود، 11: 118

[2] سورة البقرة 256:2

"میرے لیے میرا دین اور تمہارے لیے تمہارا دین ہے۔"

اللہ نے حکم دیا کہ وہ لوگ اللہ کے دین پر عمل نہیں کرتے تو ان سے فرما دیجیے کہ میں پرستار نہیں تمہارے خداؤں کا میرا دین تمہارے دین سے الگ ہے اور تمہارا دین ہمارے دین سے الگ یہ کفار کو رواداری کا پیغام ہے اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں کسی کی شراکت کو پسند نہیں کرتا کافر اور مشرک لوگ اس کے باغی ہیں۔ اللہ اگر چاہتا تو شرک اور کفر کے تخیل کو انسانی ذہن میں پیدا نہ ہونے دیتا اور کفار کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتا لیکن اللہ نے ان کو ہر قسم کا عروج عطا کیا ہے اللہ اپنے تمام بندوں کو اپنا فرمابردار بنا کر ایک مذہب کا پابند بنا سکتا تھا لیکن اللہ نے فرمایا:

"فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُر"[2]

"جو چاہے قبول کرلے اور جو چاہے انکار کردے "

لہٰذا اگر تم چاہتے ہو تو ایمان قبول کرلو اور اگر چاہتے ہو تو کفر پر ڈٹے رہو اور یہ ایمان اور کفر کے درمیان کوئی اختیار دینا اور رخصت دینا نہیں، بلکہ یہ تو وعید اور جھڑک ہے، یعنی اگر تم نے کفر اختیار کیا تو اللہ نے تمہارے لئے دوزخ تیار کی ہے، اور اگر تم ایمان لے آئے ہو تو تمہارے لئے جنت ہو گی۔

دوسری جگہ اللہ نے فرمایا:

"قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي . فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ"[3]

"فرمایئے کہ میں تو صرف اللہ کی ہی کو ماننے والا اور اس کی عبادت کرنے والا ہوں پس تم اللہ کے سوا عبادت کرو جس کی چاہو۔"

"میثاق مدینہ "کا معاہدہ نبی اکرم ﷺ کے حسن تدبر اور سیاسی بصیرت کا بے مثال نمونہ ہے جو رواداری، امن و سلامتی، مذہبی آزادی اور عدل و انصاف کا شاہکار ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے آج سے 14 سو سال قبل جو ضابطہ تحریر کیا اس میں موجود لوگوں کو اپنے عقیدہ کے بارے میں اسلام کے فلسفہ عدل و انصاف کی بنا پر مکمل آزادی، رواداری اور مذہبی آزادی کے ساتھ انسانی زندگی کی حرمت حاصل ہوئی۔"[4]

---

[1] سورة الكافرون 109: 6
[2] الكہف 29:18
[3] ابراهيم39: 14
[4] حسين ہيكل ، حياة محمد،قاہره ،مطبعة العصر يه ،1947ء، ص 227

مذہبی رواداری کی اقسام

اسلامی تعلیمات ہمیں آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کی بھلائیوں اور ترقیوں کو نا صرف فرد بلکہ پورے معاشرے کے لیے اہم قرار دیتی ہیں۔ اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ اسلامی دائرہ میں رہتے ہوئے ملک کی اقتصادی ترقی کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ مادی آسودگی اور خوشحالی اس کے بغیر ممکن نہیں۔ ملکی ترقی کے عمل کو تیز کرنے اور نظریہ حیات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ملک میں تمام افراد کی نجی اور اجتماعی کاوشوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہوگی۔ اس کے لیے ان کی ہر ممکنہ مدد کرنا ہوگی تاکہ بنیادی لوازمات کی فراہمی ہو سکے۔

رواداری کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

عبادت کا حق

الہامی ادیان میں سے دین اسلام مذہبی رواداری کا حقیقی علمبردار ہے اور اپنے اندر وسعت نظر رکھتا ہے اسلام دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جس نے ساری نسل انسانی کو اللہ کے فرمان کی دعوت دی اور دنیا کو اپنی آغوش میں لینے کے عزم کے باوجود مذہب اور عقیدہ کے بارے میں کسی پر زبردستی نہیں کی ۔ مسلم حکمرانوں کی مذہبی رواداری پر تاریخ عالم گواہ ہے کہ غیر مسلم رعایا کے ساتھ ان کا امتیازی سلوک رہا ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق دین حق صرف ایک ہے مسلمانوں میں مذہبی تبلیغ کا جذبہ اسلام کی آمد کے ساتھ ہی پیدا ہو گیا تھا۔ اسلامی تعلیمات میں کوئی مثال ایسی نہیں ملتی جس سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکے کہ اسلام کی تبلیغ جبر، زبردستی یا تشدد سے کی گئی کیونکہ اللہ کے حکم کے مطابق:

"وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ"[1]

"اور اگر اللہ چاہتا تو زمین پر جتنے بھی لوگ ہیں ایمان نہ لاتے کیا آپ ان لوگوں کو اللہ کے دین کو قبول کرنے پر مجبور کرتے ہو کہ وہ مومن بن جائیں۔"

حضور ﷺ چاہتے تھے کہ تمام لوگ ایمان لے آئیں تو بذریعہ وحی نبی اکرم کو بتایا گیا کہ اللہ کے حکم کے بغیر

[1] التوبہ، 9: 99

کوئی ایمان نہیں لا سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کے ہر مظہر پر ضرب لگاتے ہوئے کفار مکہ کے ہر سوال کا مدلل جواب دیا اور کفار کی خامیوں کو بیان کیا مگر آپ ﷺ نے ان کے کافر ہونے کی وجہ سے ان کو یَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ کہہ کر نہ پکارا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے کفار مکہ کے سامنے بتوں کی نا اہلی اور کمزوری کو واضح کیا مگر بتوں کی تضحیک و استہزانہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

"وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ"[1]

"اور تم ان کو برا بھلا نہ کہو جن کی یہ پوجا کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ برا بھلا کہنے لگیں اللہ کو بغیر سوچے سمجھے۔"

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا لیکن جب جنگ کے بعد امن نصیب ہو جائے تو مذہب کے معاملے میں کفار کے ساتھ زور زبردستی کرنے سے منع فرمایا نہ ان کے خلاف مذہبی جنگ کرنے کے بارے میں فرمایا:

"فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا"[2]

"اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں تم پر مسلط کر دیتا تو وہ ضرور تم سے لڑتے اگر وہ کنارہ کشی کرتے ہوئے تم سے جنگ نہ کریں اور تمہاری طرف صلح (کا پیغام) کی پیش کش کریں تو اللہ تم کو ان سے جنگ کرنے کا حق نہیں دیتا۔"

جب مکہ میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو مشرکین مکہ کے ڈر سے باہر جا کر پہاڑ کی گھاٹیوں میں نماز ادا کرنا شروع کر دی، وہاں بھی غیر مسلم لوگوں نے مسلمانوں کا پیچھا نہ چھوڑا وہ وہاں پہنچ کر جھگڑا کرتے جس سے خون بہنے کی نوبت آ جاتی[3]

اگر کوئی مسلم حکمران ظالم یا سفاک ہوا تو مذہبی تعلیم سے نہیں بلکہ بشری کمزوریاں اس کی وجہ ہو سکتیں ہیں

---

[1] انعام، 108:6

[2] النساء 90:4

[3] طبری ، محمد بن جریر، تاریخ طبری ، حصہ سوم، موسسہ الاعلمی للمطبوعات، 1: 75

رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے لوگوں کو تبلیغ کرنے کے طریقے سکھائے اور حکم دیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی شریعت کی طرف بڑی شفقت اور نرمی کے ساتھ دعوت دیں نہ کہ درشتی اور سختی کے ساتھ، اور اسی طرح قیامت کے دن تک مسلمانوں کو وعظ و نصیحت کرتے رہنا چاہیئے اس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے:

" ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ و المعظۃ الحسنۃ و جادلھم بالتی ھی احسن"[1]

"لوگوں کو اللہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے مناظرہ اس طرح کریں جو بہتر انداز ہو "

اللہ کے احکام کے مطابق رواداری کا اصول ہے کہ جہاں جہاں سوچ اور عمل میں اختلاف ہے ان کو چھوڑ دیا جائے اور جن مشترکات میں یکسانیت پائی جاتی ہے ان میں اکٹھے ہوا جائے تاکہ آپس میں ہم آہنگی اور باہمی روداری کی فضا استوار ہو سکے۔

عبادت گاہوں کی تعظیم

بعثت سے پہلے فارسی حکومت نے رومی علاقوں پر قبضہ کیا تو انہوں نے اپنے زیر تسلط علاقوں میں مظالم شروع کیے۔وہاں موجود گرجاگھروں کو گرا دیا اور انہوں نے تقریباً ایک لاکھ عیسائیوں کو قتل کر دیا۔ جگہ جگہ آتش کدے تعمیر کیے گئے۔ آگ اور سورج کی پرستش کروائی گئی۔ مقدس صلیب کی اصل لکڑی جس کو عیسائی مقدس تصور کرتے تھے اس کو مدائن پہنچادیا۔ اسی دور میں جب ہرقل قیصر روم نے ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کو صلح کا پیغام بھیجا تو خسرو نے جواب دیا:

"مجھے یہ نہیں بلکہ اپنے تخت کے نیچے زنجیروں میں بندھا ہوا ہرقل چاہیے۔ اور کہا کہ روم کے حکمران سے صلح تب تک نہیں کروں گا جب تک وہ ان کے دیوتا سورج کی پرستش نہ کرنے لگ جائے۔"[2]

جبکہ سیرت طیبہ کے مطالعے سے یہ پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ غیر مسلم اور مخالفوں کے ساتھ

---

[1] النحل 125:16

[2] وحید الدین خان، علم جدید کا چیلنج، 1 فضل سنز اردو بازار کراچی، 1990 ص، 204

رواداری کا رویہ اختیار کیا۔ ان کو اسلام قبول کرنے اور اپنا عقیدہ چھوڑنے پر کبھی مجبور نہیں کیا۔ سرور کائنات نے اپنے دور اقتدار میں لوگوں کو مجبور نہ کیا۔

"ایک دفعہ نجران سے ساٹھ افراد پر مشتمل علماء کا گروہ مدینہ ملاقات کے لیے آیا آقا دو عالم ﷺ نے ان لوگوں کا قیام مسجد نبوی میں کیا اور ان کو اللہ کے دین کی دعوت دی جسے ان لوگوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ جب ان لوگوں نے مسجد نبوی میں مشرکانہ عقیدے کے مطابق عبادت ادا کرنے کا سوال کیا تو انکار نہ کیا گیا اور ان کو عبادت کرنے دی"[1]

جس جہاد کو رواداری کے خلاف قرار دیا جاتا ہے اسلامی تعلیمات کے مطابق وہی جہاد حقیقت میں مشرکانہ مذاہب اور ان کی عبادت گاہوں کے بچاؤ اور تحفظ کا موجب بنا۔ مسلمانوں کے شہروں میں ذمیوں کے جو عبادت خانے تھے انہیں نہ تو گرایا گا اس لیے کہ یہ عبادت خانوں کو ان کے گھروں اور اموال جیسا سمجھا جاتا اس لیے ان کی حفاظت کا معاہدہ کیا گیا ہے قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

"وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ"[2]

"اور اگر اللہ دور نہ کرتا لوگوں کو ایک دوسرے سے تو خانقاہیں، گرجہ گھر، کلیسے اور مساجد مسمار ہو جاتیں جن میں عبادت کی جاتی ہے۔"

جہاد پہلی امتوں میں بھی تھا قتال اور جہاد نہ ہوتا تو ہر امت میں حق پر غلبہ نہ کیا جاتا جو نصاریٰ اور صائبین جہاد کو پسند نہیں کرتے وہ اپنے مذہب کے مخالف ہیں کیونکہ اگر جہاد نہ ہوتا تو دین کا دفاع کس طرح کیا جاتا وہ باقی نہ رہتا سرکار دو عالم ﷺ نے جو معاہدہ بنو نجران سے فرمایا اس میں ان کے عبادت خانوں کو مسمار نہ کرنے کی بھی شق رکھی گئی:

"ان لا تهدم لهم بيعة،ولا يخرج لهم قس، ولا يفتنوا عن دينهم ،مالم يحدثو ا

---

[1] شبلی نعمانی ، سیرت النبی ، داراشاعت کراچی،1985 ،1: 34

[2] الحج 22:40

حد ثاً او یا کلوا الربا"[1]

"عبادت خانوں کو مسمار نہ کیا جائے گا اور نہ ان کے مذہبی رہبروں کو نکالا جائے گا نہ ہی ان کو مذہب تبدیلی کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ جب تک وہ سود نہ کھائیں، اور دین کے بارے میں کوئی نئی بات نہ کریں ان سے معاہدہ برقرار رکھا جائے گا۔"

خلفاء راشدین کے دور میں بھی اس روایت کو جاری رکھا گیا ان کے ساتھ رواداری کا سلوک کیا گیا۔ مذہبی معاملات کے سلسلے میں صدیق اکبرؓ نے کفار سے معاہدے کیے ان میں فرمایا:

ان کے چرچ اور کلیسے کو مسمار نہیں کیا جائے گا اور ان کی کوئی عمارت جس میں وہ جنگ کے دوران پناہ لیتے ہیں گرائی نہیں جائے گی۔ ان کو ناقوس اور گھینٹیاں بجانے سے منع نہیں کیا جائے اور اپنے مذہبی تہواروں کے دن صلیب نکالنے سے بھی نہیں روکا جائے گا۔[2]

مسلمانوں کے اس رد عمل کا اعتراف ولیم میور نے اپنی کتاب میں کیا جس میں وہ آخری پیغمبر کی تعریف کرتا ہے اور کہتا ہے:

"محمد ﷺ نے مذہبی بشپوں، پادریوں اور راہبوں کو تحریری طور پر لکھا کہ ان کے گرجے اور خانقوں کی ہر چیز ویسے ہی برقرار رہے گی۔ کوئی راہب، کوئی بشپ اپنے عہدہ، اپنی خانقاہ سے اور کوئی پادری اپنے منصب سے معزول نہیں کیا جائے گا اور ان کے اختیارات، حقوق میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کیا جائے گا۔ اور جبر و زبردستی سے کام نہیں لیا جائے گا"[3]

معاشرتی رواداری

معاشرتی زندگی کی کفالتوں، ضرورتوں اور راحتوں میں سارے انسانوں کو ایک برادری سمجھا گیا ہے جب مکہ فتح ہوا اور نبی کریمؐ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے سب لوگوں کی نظریں رسول اللہؐ کی طرف جمی ہوئی تھیں۔ یہ وہ

---

[1] ابو داؤد ،سلیمان بن اشعث ، سنن ابو داؤد ،کتاب الخراجی و الفئیو لامارۃ ،باب اخذ الجزیۃ ،دارالسلام الریاض، حدیث رقم 2644

[2] ابو یوسف، کتاب الخراج ،157:1

[3] William Muir, Life of Mohamad, smith Elder & company London, 1958, P,158

لوگ تھے جنہوں نے حضور اکرمؐ اور آپ کے ساتھیوں سے بد سلوکی کی تھی مگر اللہ کے رسولؐ نے انہیں معاف فرماتے ہوئے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

> آج کے دن تم پر کچھ گناہ نہیں، آج تم سب آزاد ہو صرف یہی نہیں بلکہ آپؐ نے مذہبی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے عام معافی کا اعلان کیا۔ معاشرے میں امن و سکون کے قیام کے لیے بھی ہدایت فرماتے ہوئے ابو سفیان کے گھر کو امان قرار دیا اور اس کو معاف کر دیا"[1]

عہد نبوی میں کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال آیا کہ مشرکین کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کو صدقہ دینا ثواب نہیں ہے۔ اللہ نے وحی نازل فرمائی جس میں فرمایا کہ ہدایت بخشنا لوگوں کا کام نہیں ہے۔ نیک نیتی کے ساتھ ہر مسلمان اور غیر مسلم سے نیکی کرو اور اجر اللہ پر چھوڑ دو۔

> "آپ کی ذمہ داری ان لوگوں کو سیدھی راہ پر چلانا نہیں لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے اور جو مال تم صرف کرتے ہو اس میں تمہارا اپنا فائدہ ہے اور وہ مال جو تم رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرتے ہو تو جتنا مال تم اللہ کے لیے صرف کرو گے تمہیں اتنا مال لوٹایا جائے گا اور ہرگز تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا"[2]

بت پرستوں سے معاشرتی امن کے لیے امن کے معاہدے اللہ کے حکم کے مطابق کیے گئے۔ ان لوگوں کے ساتھ بھی معاہدے کیے جن لوگوں نے حضورؐ اور آپ کے ساتھیوں پر ظلم کیے اور ان کو جلاوطن ہونے پر مجبور کیا۔ قرآنی تعلیمات ہمیں مسلم اور غیر مسلم دونوں کے ساتھ تعلقات کا ایک اصول بیان کرتی ہیں قرآن نے صاف واضح کر کے بتایا کہ جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں اور جو لوگ جنگ نہ کریں ان کے ساتھ ایک جیسا سلوک نہ روا رکھا جائے ۔ قرآنی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ مشرکوں کے ساتھ دشمنی یا دوستی کا حکم عارضی ہے یعنی جب تک وہ مسلمانوں کے خلاف جنگی کاروائی کریں تو ان سے قطع تعلق رہا جائے لیکن بعد میں ان کے ساتھ اچھے اور انصاف پر مبنی تعلقات قائم کیے جاسکتے ہیں۔

---

[1] محمد سلیمان منصور پوری ، رحمة للعالمین ،داراشاعت، 1411ھ 129:1

[2] البقرة 2: 272

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یقیناً اللہ پیدا فرمادے گا تمہارے اور ان کے بیچ جو تم سے (اس کی رضا کے لیے) دشمنی رکھتے ہیں محبت۔ اور اللہ تعالیٰ قادر ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملہ میں لڑائی کی انصاف کا رویہ اختیار کرنے سے منع نہیں کرتا اور نہ ان لوگوں پر احسان کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے آپ کو گھروں سے نکالا انصاف کرو کوئی شک نہیں اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"[1]

معاشی رواداری

مذہبی، نسلی، وطنی تعصب قبل از اسلام بھی تھا اور بعد میں بھی موجود تھا جس کی مثالیں ہم تاریخ کے آئینے میں پاتے ہیں اور یہ تعصب معاشی ترقی میں حائل تھا اس نسلی تعصب کو ختم کرنے کا اللہ نے حکم فرمایا کہ تمام افراد اللہ کا کنبہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"اے لوگوں تم سب کا رب ایک ہے اور تم سب کا باپ ایک ہے کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی برتری حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے"۔[2]

یہودیوں کے ساتھ لین دین کے معاملے میں کبھی تامل نہ کیا گیا یہودیوں نے حضور اکرمؐ اور صحابہ کے ساتھ سختی اور گستاخی کا رویہ اختیار کیا۔ زید بن حسنہ جب یہودی تھے تو اس وقت ایک بار نبی کریم ﷺ نے اس سے قرض لے رکھا تھا، ابھی قرض کی واپسی کی میعاد بھی پوری نہ ہوئی تھی اس نے آپ ﷺ کی چادر پکڑی اور سخت لہجے میں تقاضا کرنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف فرما تھے اس کے لہجے پر فرمایا: او دشمن خدا، شان رسول میں گستاخی کرتا؟۔ حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"عمر آپ سے توقع تھی کہ تم اس کو سمجھاتے کہ نرمی سے تقاضا کرے اور مجھے قرض ادا کرنے کے بارے میں کہتے۔

---

[1] الممتحنة 60: 7

[2] بیہقی ، احمد بن حسین الشعب الایمان ، دارالکتب العربیه ، بیروت، رقم الحدیث ،4137

اس یہودی کا قرض ادا کیا گیا اور اسے ایک صاع کھجور اور زیادہ ادا کی گئی"[1]

ایک اور واقعہ جو رواداری کا ثبوت دیتا ہے۔

"آپ ﷺ نے مدینہ کی کھجوریں ابوسفیان رضی اللہ کو ارسال کیں اور ان کے بدلے مکہ مکرمہ کی کھالیں درآمد کیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کفار مدینہ منورہ والوں کے جانی دشمن تھے۔"[2]

اسلامی تاریخ کے اوراق ایسے واقعات سے بھرے ہوئے ہیں جو اہل اسلام کی تجارت ایسے ممالک میں بتاتے ہیں جن اقوام نے مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کی۔ اسلام جہاں ہمدردی، عدل کا درس دیتا ہے وہاں احسان کا بھی درس دیتا ہے۔ امام احمدؒ عہد نبوی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو بیرون ملک تجارت میں معاشی عدل کے ساتھ احسان کا درس دیتا ہے اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کفار مکہ نبی کریمؐ کے دشمن تھے:

"بعث رسول الله ﷺ خمس مایة دینار الی مکة حین قحطورا و امر بدفع ذلک الی ابی سفیان بن حرب و صفوان بن امیة لیصر فا علی فقراء اهل مکة"[3]

"جب اہل مکہ قحط کا شکار ہوئے تو نبی کریم نے مدینہ سے 5 سو درہم بھیجے اور قاصد کو حکم دیا کہ یہ دینار سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ کو دیے جائیں تاکہ وہ انہیں مکہ مکرمہ کے محتاجوں میں بانٹ دیں۔"

سماجی رواداری

معاشرے کی ترقی میں سماجی رواداری بہت اہم کردار ادا کرتی ہے جب افراد معاشرہ کو سماجی انصاف میسر ہو گا تو ایک دوسرے کی بھلائی کے لیے کوشش کریں گے۔ اپنے پڑوسی کا خیال رکھنے اور ان سے ہمیشہ اچھا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس میں کافر، مسلمان، عابد، فاسق، دوست، دشمن، مسافر اور شہری کی کوئی قید نہیں رکھی حضرت محمد ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایک مجلس میں لوگوں کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

خدا کی قسم وہ شخص ایمان نہیں لایا، وہ شخص ایمان نہیں لایا، وہ شخص ایمان نہیں لایا۔ صحابہ نے

[1] ابن حبان، سیرة النبی ،2: 358

[2] محمد بن حسن الشیبانیؒ، شرح السیر الکبیر ،حوالہ باب: باب صلة المشرک ،قاہرہ حدیث: 1468

[3] الشیبانی: شرح کتاب السیر الکبیر 1: 96

پوچھا کون ایمان نہیں لایا؟ جواب دیا: جو پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتا۔[1]

ایک دفعہ حضرت محمد ﷺ محفل میں تشریف فرماتھے کہ وہاں سے یہودی کا جنازہ گزرا۔ حضور ﷺ مجلس میں جنازہ کے احترام کے لیے کھڑے ہو گئے۔[2]

دین داری کا جو انداز رب کائنات کو پسند ہے وہ نرمی اور میانہ روی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ عید والے روز حبشہ کے کچھ نوجوان رقص نما کھیل پیش کر رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے میرا سر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور میں نے کھیل دیکھا۔ اور پھر کچھ دیر بعد میں نے کھیل کی طرف سے توجہ خود ہی ہٹادی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس روز نبی کریم ﷺ نے کھیل دکھانے والوں کو پکارا اور فرمایا: اے بنی ارفدہ بے فکر ہو کر تم کھیلو! تاکہ عیسائی و یہود دین اسلام کی وسعت کو جان لیں"[3]

نبی کریم ﷺ نے جو معاہدے غیر مسلموں سے کیے ان میں مذہبی حقوق کے ساتھ ساتھ ان کو بنیادی انسانی حقوق بھی فراہم کیے۔ اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کو بھی تمام انسانی حقوق دیے جو مسلمانوں کو حاصل تھے مالی حقوق کی پامالی اور ان کی املاک و جائیداد غصب ہو جانے کے خدشے سے امت کو خبر دار کیا اور فرمایا کسی بھی غیر مسلم کی املاک کو ناحق اور ناجائز ہڑپ نہ کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"خبر دار میں غیر مسلموں کی املاک پر ناجائز قبضہ کرنا حرام قرار دیتا ہوں"[4]

جب تک لوگوں کے حقوق کی پاسداری ہوتی رہی تو ان لوگوں نے اپنے آپ کو اسلامی معاشرے سے جوڑے رکھا۔ اسلامی معاشرے کے عادلانہ اور منصفانہ رویہ نے ان میں باہمی رواداری کے جذبات کو بڑھایا۔ یہی وجہ تھی کہ غیر مسلم اپنے آپ کو اسلامی ریاست میں محفوظ خیال کرتے تھے۔ منٹگمری واٹ غیر مسلموں کی اس حالت کو بیان کرتے ہیں:

---

[1] بخاری، بخاری ،کتاب الادب ، باب الوصیة، ص،74

[2] بخاری، صحیح بخاری ، کتاب الجنائز، مکتبہ دارالسلام ریاض، 1999ء، رقم ، 1312

[3] بخاری، صحیح بخاری ، کتاب ایمان ،رقم حدیث 37

[4] طبرانی، سلیمان بن احمد ؛ المعجم الکبیر، دارالنفاس بیروت،، حدیث 3828

"The Christian were probabli belter off an dhim mir wnder Muslim Arab alert , that they dad under the Byzantine Greeks"[1]

"عیسائی رعایا خود کو غیر مسلم شہری کے طور پر عرب مسلم حکمرانوں کے دور اقتدار میں زیادہ محفوظ سمجھتے تھے بہ نسبت اس کے جب وہ یونانی بازنطینی حکمرانوں کی رعیت میں بھی رہ چکے تھے لیکن وہ وہاں اپنے آپ کو اتنا زیادہ محفوظ نہیں سمجھتے تھے"

خلیفہ دوم عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے عہد میں اقلیتوں کے حقوق کا ہمیشہ اہتمام کرتے۔ جس شخص نے آپ کو شہید کیا وہ شخص بھی غیر مسلم تھا۔ اپنی رحلت کے موقع پر فرمایا:

"میں اپنے بعد والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے حکم کے مطابق غیر مسلموں سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو پورا کرنا ان کے جان و مال کی حفاظت کی جائے اور ضرورت کے وقت ان کے حقوق کے لیے لڑا جائے گا اور ان پر زیادہ بوجھ جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو نہیں ڈالا جائے گا"[2]

رسول خدا ﷺ نے ہمیشہ ہر فرد کی عزت نفس کا خیال رکھا ان کے اخلاق کو سنوارنے کی ہر ممکن کوشش کی اور کسی کی دل آزاری نہیں کی۔

"حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ کے ساتھ ہم مسجد بھی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بدو مسجد میں داخل ہوا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگ گیا۔ صحابہ کرامؓ نے اس کو روکنا چاہا لیکن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: اسے نہ روکو بلکہ اس کو چھوڑ دو" اس شخص کے پیشاب کر چکنے پر اس کو بلا کر فرمایا: یہ مساجد ذکر اور اللہ کی عبادت کے لیے ہیں پیشاب اور گندگی کے لیے نہیں ہیں۔ پھر ایک شخص سے فرمایا کہ وہ پانی کا ڈول لا کر اس پر بہا دیں"[3]

خلاصۃ البحث

اسلام محض مذہبی روایات اور عبادات و رسومات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اسلام بلا امتیاز قوم و مذہب دوسروں

---

[1] Mintgomry Watt Islamic Political thought , the basic concepts,london, 1966, p,51

[2] بہیقی ، احمد بن حسین* السنن الکبری ،دارالکتب العملیه بیروت، 125:8

[3] ترمذی ، محد بن عیسیٰ ، السنن ، درار المعرفه بیروت، 1423ھ، ص، 1041، رقم الحدیث 2676

کے ساتھ بھلائی کا درس دیتا ہے۔ مذہبی رواداری غیر مسلموں کے مذہب و مسلک کے احترام کا نام ہے۔ اسلام مذہب و مسلک کی بنیاد پر کسی کو ملکی حقوق سے محروم رکھنے سے منع کرتا ہے۔ معاشرے میں امن و سلامتی کے قیام اور ترقی کے لیے غیر مسلموں کو برابر کے حقوق اور قانونی سہولیات دینا لازمی ہے۔ تاریخ کے آئینے میں غیر مسلم رعایا کے ساتھ اسلامی احکامات کی روشنی میں رواداری اور حسن و سلوک کا رویہ اختیار کیا گیا ذمیوں کو بھی تمام حقوق حاصل تھے۔ معاشی جد وجہد میں ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ تھی۔ اس کے علاوہ وہ دوسرے پیشوں میں بھی یہ آزاد تھے سوائے ایسے پیشہ جات جو اسلام کے احکام کے منافی ہیں۔ مستقبل میں بھی ملک کی ترقی کے لیے ملک میں موجود افراد کو بنیادی حقوق سے محرم نہ رکھا جائے تاکہ ملکی وسائل کو بروئے کار لا کر ترقی کی جا سکے۔